دینی، اخلاقی اور معاشرتی اقدار کا علمبردار

جلد نمبر 1، شمارہ نمبر 1

ستمبر 2011ء

ماہنامہ

فہمِ دین

عصری تعلیم

علم یا فن



جشنِ آزادی کے دن

قلم اور قلم کار

کیسی ہے ناقدری

مسجد بیت السلام میں
حج تربیتی پروگرامز

پہلا ستارہ

محمد ابوبکر صدیق

میانہ قد، رنگت اجلی، آنکھیں روشن، کھلتا چہرہ، خندہ پیشانی، چال میں مسکنت، چلن میں انکسار، خوش اخلاقی کے ساتھ ساتھ حد درجے کی ملنساری..... وہ شرافت سراپا..... صداقت شیوہ عبقری انسان ایسا تھا جسے خدا نے ہر ایسی دولت سے مالا مال کیا تھا جس کی خواہش کوئی شریف انسان کر سکتا تھا۔ زمانے کے معزز ترین خاندان سے اس کا تعلق تھا۔ اپنے خاندان میں بھی شرافت کے ساتھ معروف تھا۔ اپنے پرائے سبھی عزت کرتے تھے۔

مال و دولت وافر مقدار میں موجود تھے۔ جو انسان کا خون چوس کر نہیں بلکہ تجارت کے منصف اور معزز پیشوں کے ذریعے حاصل کئے گئے تھے۔ امیر و غریب طبقے میں یکساں طور پر مقبول تھا، ہر کوئی دل و جان سے عزت کرتا تھا۔ اس کے ہم نشین رؤساء شراب کے رسیا تھے۔ لیکن وہ اسے منہ نہ لگاتا تھا اس کے بقول یہ انسان کا وقار چھین لیتی ہے۔ اس کے ہم نشین جھوٹ، بدکاری جیسے جرائم میں مبتلا تھے لیکن وہ اس سے سخت نفرت کرتا تھا اس کے بقول یہ چیزیں انسان کے دامن کو داغ دار کر دیتی ہیں۔ اس کے ہم نشین رؤسا غریبوں کا مال لوٹ لیا کرتے تھے، انہیں سود پر قرض دے کر ان کا خون نچوڑ لیا کرتے تھے۔ لیکن وہ کہتا تھا کہ غریبوں پر ظلم اور سود خوری، درندگی کی نیگیٹو تصویریں ہیں۔ جو اصل تصویر کا صحیح عکس ہونے کے باوجود اس سے زیادہ بھیانک ہوتی ہیں۔ اس کے ہم نشین دُکھی لوگوں کے زخموں پر نمک چھڑک کر انہیں اور زیادہ تڑپاتے تھے لیکن وہ بے کسوں کو سہارا دیتا اور ان کے آنسو پونچھتا تھا کہ ساری مخلوق خدا کا کنبہ ہے جو اس کنبے کی خبر گیری کرے گا وہ خدا کے ہاں محبوب ہوگا لیکن اس کے ہم نشین اَن دیکھے خدا کا نام سن کر ٹھٹھے مارتے تھے۔ اس کے ہم نشین پتھر کی مورتیوں کے سامنے جا کر جھک جاتے لیکن وہ کہتا کہ یہ مورتیاں تو اپنے ناک پر بیٹھی مکھی نہیں اڑا سکتیں، ہماری تقدیر کیسے بدل سکتی ہیں وہ ان سے سخت نفرت کرتا اور کہتا تھا کہ میری معزز پیشانی اس تذلیل کو برداشت نہیں کر سکتی۔

سردار مجلس میں بیٹھ کر اپنے کارنامے بیان کرتے کہ آج میں نے فلاں کا مال چھینا ہے، فلاں کو دھوکہ دیا ہے، وہ اتنی ڈھٹائی سے یہ باتیں سن کر برداشت نہ کر سکتا اور انہیں ملامت کرتا وہاں سے اٹھ جاتا..... لیکن اس کی شرافت اتنی مسلّم تھی کہ کوئی اس کی سرداری چھیننے کا سوچ بھی نہ سکتا تھا۔

میں نے پہلی مرتبہ جب اس کے حالات سنے تو یوں لگا کہ اس کے دنیا میں آنے کا مقصد یہ تھا کہ لوگ اسے دیکھ کر اس کی پیروی کریں۔ مثال کے طور پر ایک نمونہ دیکھئے۔ بستی میں ایک بڑھیا کا غریب خانہ تھا۔ بڑھیا آنکھوں سے محروم ہونے کے ساتھ ساتھ اپنا کام کاج کرنے اور کھانے پینے کا انتظام کرنے سے بھی عاجز تھی۔ ایک اور عرب سردار جو اسی کی طرح نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہتا تھا اس نے دل میں سوچا کہ اس بے چاری کا کام کاج کون کرتا ہوگا؟ ..... نہ اولاد، نہ رشتہ دار اور خود عاجز و لاچار..... چنانچہ ایک صبح وہ نمازِ فجر کے بعد فوراً بڑھیا کے گھر پہنچا تا کہ آج یہ سعادت اس کے اعمال نامے میں لکھی جائے۔ لیکن وہاں جا کر دیکھا تو اس کا کام کاج مکمل ہوا رکھا تھا۔ وہ حیران تو ہوا لیکن اگلے دن نماز سے پہلے اذان کے فوراً بعد آیا لیکن اس نے دیکھا کہ کام کرنے والا آج پھر اپنا

کام مکمل کر کے جا چکا تھا..... تیسرے دن وہ منہ اندھیرے چھپ کر کھڑا ہو گیا تا کہ دیکھے تو سہی کہ وہ کون خوش بخت ہے جو نیکی کے کاموں میں اتنی تیزی دکھاتا ہے۔ تیسرے دن اذان سے تھوڑی دیر پہلے اس نے ایک شخص کو بڑھیا کے گھر سے نکلتے ہوئے دیکھا جس نے اپنا منہ کپڑے سے ڈھانک رکھا تھا۔ وہ جلدی سے دوڑا اور اس سے جا کر لپٹ گیا اور کہا: ''تم کون ہو؟ خدا کے لئے اپنا نام بتا دو۔'' پہلے پہل تو وہ خاموش رہا تا کہ وہ اس کی آواز نہ پہچان لے۔ لیکن جب اس کا اصرار بڑھا تو وہ بولا: عمر! چھوڑ دو مجھے..... میں ابوبکر ہوں۔

''اوہ..... ابوبکر آپ؟..... خدا کی قسم میں نے جب بھی آپ سے آگے بڑھنا چاہا آپ ہمیشہ مجھ پر بازی لے گئے۔''

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے کہ ایک حبشی غلام تھا۔ خدا کی قدرت نے اسے سیاہ رنگت بخشی تھی۔ ایک دن وہ خدا کی وحدانیت کا اعلان کر بیٹھا کہ خدا صرف ایک ہے، باقی پتھر کے بت تو سراسر جھوٹ ہیں۔ بس پھر کیا تھا..... اس کے آقاؤں نے اسے پیٹنا شروع کر دیا۔ کبھی تپتی ریت پر لٹا دیتے، کبھی باری باری سب مل کر اسے پیٹتے، کبھی اسے لٹا کر بھاری پتھر سینے پر رکھ دیتے۔ لیکن وہ اپنی دُھن کا پکا تھا جب بھی مار پڑتی، کہتا کہ خدا صرف ایک ہی ہے۔ صرف ایک..... ظالموں کے دل میں رحم تو تھا نہیں، وہ اسے مسلسل پیٹتے رہتے۔ ایک دن اسی سردار کا وہاں سے گزر ہوا۔ اس کی مشقت دیکھی تو دل تھام کر رہ گیا کہ اتنا ظلم؟ صرف اس بات پر کہ وہ سچائی کا اظہار کرنے پر اتر آیا ہے.....؟ اس نے پہلے تو ان ظالموں کو سمجھایا لیکن وہ نہ مانے تو اس نے ایک بیش قیمت غلام دے کر اسے خرید لیا اور پھر اپنے رب کو خوش کرنے کے لئے اسے آزاد کر دیا۔ اس غلام کا نام بلال تھا، اسلام قبول کرنے کے بعد اسے دوسرے لوگ سیدنا بلالؓ کہہ کر پکارتے اور انہیں اپنا سردار اور آقا تسلیم کرتے تھے۔

اس کی زندگی اس طرح کے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ یہ سردار مکہ کے مالدار افراد میں سے ایک تھا۔ اس نے جس تیزی سے کمایا اسی تیزی سے اللہ کی راہ میں خرچ کیا۔ سبق حاصل کرنے کا مقام ہے کہ اس نے زندگی کا سارا سرمایہ خدا کو خوش کرنے کے لئے لٹا دیا تھا اور جب موت کا وقت قریب آیا تو اس کا اثاثہ ایک عام آدمی سے کسی طرح بھی زیادہ نہ تھا۔ اور آخری وقت میں اس نے وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو انہی دو پرانی چادروں میں مجھے کفن دینا۔ بیٹی نے کہا: آپ کے لئے دو نئی چادروں کا انتظام ہو سکتا ہے۔ لیکن اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ نئے کپڑوں کے اصل مستحق زندہ لوگ ہیں مردہ نہیں۔

نام تو اس کا عبداللہ تھا، عام طور پر اسے ابوبکر کہا جاتا تھا پیغمبرِ انقلاب نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی بارگاہ سے اسے صدیق اور عتیق کا لقب ملا تھا۔ اس کی صفات خدا کو اتنی پسند آئیں کہ اسے رسولوں کے بعد عام انسانوں میں سب سے عظیم اور اعلیٰ ہستی ہونے کا اعزاز دیا گیا۔ اگر کسی کو اس کی سرگزشت پڑھنے کا موقع ملے تو وہ دیکھے گا کہ اس کی زندگی پیغمبر آخر الزماں کی خدمت اور جانثاری کے واقعات سے بھری ہوئی ہے۔ خدا کو شاید اس کی یہی بے لوثی کی ادا پسند آئی کہ اسے مسلمانوں کا پہلا خلیفہ منتخب کیا گیا۔ اس نے زمانے کی عظیم سلطنتوں کو فتح کرنے کی حکمت عملی تیار کر کے انہیں جڑوں سے کاٹنا شروع کر دیا، دوسری طرف بے سروسامانی اور حالتِ غم میں اسلام کے خلاف بغاوت و ارتداد کو کچل کر اسلام کے قلعے کو ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا۔ کئی خیر خواہوں نے اسے اسباب کی کمی اور حالات کی سنگینی کا احساس دلایا لیکن اس کی دور اندیش بصیرت نہ جانے کہاں جا پہنچی تھی، اس کا لاغر جسم غصے سے تھرّانے لگا اور گرج کر کہا کہ: ''قحافہ کے بیٹے کو یہ جرات کیسے ہو سکتی ہے کہ وہ اس لشکر کو جانے سے روک دے جسے خود رسول اللہ ﷺ نے جہاد کے لئے روانہ کیا ہے۔'' مزید برآں یہ کہ: منکرین زکوۃ کے خلاف بھی میں جہاد کروں گا چاہے وہ زکوۃ کی ایک رسی بھی دینے سے انکار کریں..... تب بھی ان سے لڑوں گا..... چاہے جنگلی جانور میرے لاشے کو گھسیٹتے پھریں۔ میں زندہ رہوں اور دین میں کمی ہو جائے.....؟ ناممکن..... یہ کسی قیمت پر نہیں ہو سکتا۔ آخر جب خالد بن ولیدؓ، اسامہ بن زید اور دیگر سپہ سالار کامیاب اور کامران لوٹے تو خیر خواہوں کو معلوم ہوا کہ ان کا فیصلہ قرآن کی اس آیت کا مصداق تھا۔

یاایھاالذین اٰمنوا من یرتد منکم عن دینہ .....(سورۃ المائدۃ)

اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص بھی خدا کے دین سے ارتداد اختیار کرے گا تو (یاد رکھو کہ) اللہ عنقریب ایسی قوم ان پر مسلط کر دے گا جو اللہ کے محبوب ہوں گے اور اللہ سے محبت رکھتے ہوں گے..... وہ مومنوں کے حق میں انتہائی نرم اور کفار کے مقابلے میں فولاد کی طرح مضبوط ہوں گے..... وہ لوگ خدا کی راہ میں جہاد کریں گے اور انہیں کسی ملامت گر کی ملامت کرنے کی پرواہ نہ ہوگی..... یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دے دیتا ہے اور اللہ وسعت والا اور علم والا ہے۔

اگر وہ کچھ عرصے اور زندہ رہتا تو دنیا شاید اس سے کچھ اور ڈھنگ سیکھتی لیکن خدا نے اسے اپنے پاس بلا لیا..... شاید آسودگی دینے کے لیے..... ان تکلیفوں سے جو محمد ﷺ کی حمایت پر پہلی مار سے شروع ہو کر مختلف موڑ عبور کرتی غارِ حرا کی اترائیوں چڑھائیوں پر ٹھوکریں کھاتی ہوئی اب اس کے بڑھاپے تک دوڑتی چلی آ رہی تھیں..... اور آج کل وہ خلا کے کسی گوشے میں خدا کی رحمتیں سمیٹ رہا ہے۔

جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں

بزرگوں کا کہنا ہے کہ درج ذیل مقامات ایسے ہیں جہاں اللہ رب العزت دعائیں قبول کرتا ہے۔

1 ..... بیت اللہ کے اندر
2 ..... میزابِ رحمت (پرنالہ خانہ کعبہ کے نیچے)
3 ..... حجرِ اسود کے پاس
4 ..... رکنِ یمانی کے پاس
5 ..... مقامِ ابراہیم کے پاس
6 ..... حطیم کعبہ میں
7 ..... ملتزم کے پاس
8 ..... زم زم کے کنوئیں کے پاس
9 ..... صفا کی پہاڑی پر
10 ..... مروہ کی پہاڑی پر
11 ..... سعی کے راستہ میں
12 ..... حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان
13 ..... منیٰ میں
14 ..... عرفات کے میدان میں
15 ..... مشعرِ حرام یعنی مزدلفہ میں

مرسلہ: عباد اللہ متعلم جامعہ بیت السلام